

کو نہیں پہنچتیں۔ اگر جو بہر بیدار سے اشارہ غمزہ و عشوہ کی طرف سمجھا جائے تو ظاہر ہے کہ سرگیں آنکھوں کے اشارے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

**شرح :** میرے مرجانے کے بعد کوئی جگہ ہی باقی نہ رہی، جہاں سرگیں آنکھوں کا غمزہ و عشوہ اپنے کمالات دکھاسکے اور اپنے جوہروں کی نمائش کر سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نگاہِ نازِ سرمے سے خفا ہو گئی، یعنی حسینوں نے سرمہ لگانا چھوڑ دیا۔ سرمہ لگانا چھوڑ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی کہ حسینوں نے مرزا کے ماتم میں یہ شیوہ اختیار کیا، کیونکہ مرزا کے بعد کوئی ایسا فرد باقی نہ رہا، جسے وہ اپنے عشوہ و ادا کا تحفہ مشق بنا سکیں۔

۶۔ لغات۔ آغوش و دواع : رخصت کے وقت دوستوں اور رفیقوں کا بغل گیر ہونا۔

**شرح :** میرے مرنے کے بعد دیوانگی اہل جنوں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہی ہے اور بغل گیری کی غرض سے اس نے باہنیں پھیلا دی ہیں، یعنی اب دیوانگی کسی کو نصیب نہ ہو گی۔ وہ ہمیشہ کے لیے جارہی ہے۔ جب تک میں باقی تھا دیوانگی کے تمام سامان موجود تھے، یعنی گریبان چاک ہوتے تھے۔ اب یہ سامان بھی جارہا ہے۔ چاک گریبان سے الگ ہو رہا ہے، آئندہ دامن تار تار نہیں ہوں گے۔ گویا مرزا کے ساتھ عشق کے علاوہ جنون بھی ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔

۷۔ لغات۔ مے مرد افگن : مردوں کو بیہوش کر کے گرا دینے والی شراب۔

**صلا :** کھانے یا شراب پینے کے لیے بلانے کی صدا۔ عام دعوت اور پکار کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ پنجابی میں اس لفظ نے ”صلح“ کی صورت اختیار کی۔ بولتے ہیں کہ فلاں نے مجھے کھانے کی ”صلح“ بھی نہ کی یعنی کھانے کے لیے بلایا ہی نہیں۔

**شرح :** خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”اس شعر کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جب سے میں مر گیا ہوں، مے مرد افگن

عشوائیہ، شراب و مے مرد افگن، یعنی شراب و مے مرد افگن، شراب و مے مرد افگن